# نئے اسلامی سال کی مبارک!

اللهم أهله علينا بالأمن والايمان والسلامة والاسلام ربي وربك الله

اسلام کا سال نو شروع ہو چکا ہے، ہم دعا کرتے ہیں:۔

''اے اللہ! سالِ نو کا یہ چاند ہم پر امن اور ہمارے ایمان کی سلامتی اور ترقی اور ہمارے لئے سلامتی اور اسلام کی ترقی کی نوید بنا کر طلوع فرما''۔عالمِ اسلام جن خطرات سے دوچار ہے، ان پر نظر کریں تو حالات کی سنگینی دیکھ کر راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔ فلسطین، کشمیر، عراق، افغانستان اور پاکستان میں اغیار نے خونِ مسلم کی ندیاں بہادی ہیں۔اس خونِ ناحق میں اغیار کا کردار الگ رکھیں اور خود مسلمان حکمرانوں کی برادر کشی دیکھیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔عراق، افغانستان اور پاکستان میں برسر اقتدار مسلمان، اپنے ہاتھوں سے اپنی مسلمان پبلک کو مار اور مروا رہے ہیں۔عراق کا نور المالکی، افغانستان کا حامد کرزئی اور پاکستان کا یوسف گیلانی، تینوں ایک ہی پالیسی پر گامزن ہیں۔امریکی صدر بش کا اب چل چلاؤ ہے۔وہ عراق سے جوتے کھا کر نکلا ہے۔ہم منتظر زیدی کو سلام پیش کرتے ہیں۔اس نے اسے جوتے مار کر پورے عالمِ اسلام کا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا ہے۔مگر بارک اوباما سے بھی خیر کی کوئی امید وابستہ کرنا، خود فریبی ہی ہوگی۔یحییٰ خان کو مدہوش کہہ کر، سانحہ مشرقی پاکستان پر خود کو تسلی دے لینا بھی ہماری کم فہمی ہے۔موجودہ پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے امریکی، بھارتی اور اسرائیلی منصوبے اور نقشے اور امریکی و یورپی اخبارات میں چھپنے والی رپورٹیں، گریٹر بلوچستان اور پختونستان کے قیام کی خبریں دل دہلا دیتی ہیں مگر اربابِ بست وکشاد کی بے حسی، یحییٰ خان کی مدہوشی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔قومی پریس تواتر سے یہ ہولناک خبریں چھاپ رہا ہے مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔اے۔این۔پی جو مرکز میں اور صوبہ سرحد میں برسر اقتدار ہے، پختونستان کے سلسلے میں، اپنی ایک تاریخ رکھتی ہے اور اسی کے اقتدار میں حال ہی میں گریٹر پختونستان کے پوسٹر صوبہ سرحد میں لگائے گئے۔مگر مرکزی حکومت نے اس کاروائی کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ تلاش کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔یوں سازشیں پروان چڑھتی جارہی ہیں اور حکومت بس......حکومت کر رہی ہے۔بلکہ حکومت اس حد تک غیر ذمہ دار ہے کہ وزیر اعظم، نیشنل اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر، صوبہ سرحد کو پختونخواہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ آئین میں وفاقِ پاکستان میں پختون خواہ نام کی کوئی اکائی آئین میں مذکور نہیں ہے کیا کوئی وزیر اعظم، باہوش ہو یا مدہوش، آئینِ پاکستان سے اپنے عہدِ وفا کو یوں بھی بے توقیر کر سکتا ہے؟ ایک صوبہ کا نام تبدیل کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔لیکن ایک ایسا نام جو مخالفین پاکستان نے تحریک پاکستان کے مقابلے میں، پسند کیا

تھا، اسے صوبہ سرحد کیلئے منظور کر لینا، پوری تحریک پاکستان کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

خان عبدالغفار نے اپنے لئے سرحدی گاندھی کا ٹائٹل پسند کیا۔ صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کرایا اور منہ کی کھائی۔ آج ان کی اولاد پیپلز پارٹی کے ذریعے وہ بازی جیتنا چاہتی ہے جو باچا خان نے قائداعظم سے ہاری تھی۔ پختون خواہ، پختونستان کی منزل کی طرف پہلا ٹھوس قدم ہوگا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اے۔ این۔ پی نے سرکاری عمارات پر بغیر کسی آئینی اختیار کے پختون خواہ لکھنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اگر کوئی اسمبلی اپنی ایک قرارداد کے ذریعے اپنے صوبے کا نام تبدیل کر سکتی ہے تو کل کلاں وہ اپنی اسی قسم کی قرارداد کے ذریعے وفاق سے علیحدگی کا اعلان بھی کر سکتی ہے۔ ملکی سلامتی کا ایک ہی نسخہ ہے۔ ایک ہی رشتہ ہے جو وفاق کی اکائیوں کو صدقِ دل سے آپس میں مربوط رکھ سکتا ہے۔ یہ رشتہ اسلام ہے۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ملک میں روز بروز اسلام کو کمزور کیا جا رہا ہے اور ریاستی مشینری میں اسلام کا عمل دخل گھٹایا جا رہا ہے۔ کارِ مملکت کے سارے مظاہر سیکولر کئے جا رہے ہیں۔ اہل اقتدار کے سامنے کوئی سمت نہیں ہے۔ اسلامی طرز حیات کو، حکومتی ایوانوں سے بے دخل کیا جا رہا ہے۔ قیامِ صلوٰۃ کیلئے کوئی پالیسی تو درکنار، ذکرِ صلوٰۃ بھی نہیں کیا جاتا۔ ریڈیو اور ٹی۔ وی پر غیر اسلامی مظاہر سے ابلیس بھی شرمندہ ہو جاتا ہے۔ حکومت آئین پاکستان کے تحت قیامِ صلوٰۃ کی پابند ہے مگر اس سمت میں کوئی قدم کسی حکومت نے نہیں اٹھایا۔ یوں دین کو سیکولر پالیسی کے تحت فرد کا پرائیویٹ معاملہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔

زندہ قومیں ماضی کے آئینے میں اپنے مستقبل دیکھتی ہیں۔ سالِ گزشتہ کے آئینے میں دیکھیں تو آنے والا سال بھی بڑا بھیانک دکھائی دیتا ہے۔ سلامتی کونسل ہمارے شہریوں کو دہشت گرد کہہ رہی ہے اور حکومت نہایت فرمان برداری سے اس کی قراردادوں پر عمل کر رہی ہے۔ تخریب کاری ممبئی میں ہو تو ملزم پاکستان! کابل میں ہو تو ذمہ دار پاکستان مگر اسلام آباد میں ہو، پشاور میں ہو تو ملزم طالبان...... حکومتِ پاکستان کے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں کہ پاکستان میں تخریب کاری کی ہر کاروائی کے پیچھے انڈیا کا ہاتھ ہوتا ہے مگر جرأت کا اتنا فقدان ہے کہ حکومت انڈیا کو ملزم نہیں کہہ سکتی۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہماری قیادت میں حب وطن کا وہ جذبہ نہیں ہے جو بھارتی قیادت میں ہے۔ وہاں تاج ہوٹل اور اوبرائے ریسٹورنٹ جلے تو کرناٹک کا وزیر اعلیٰ مستعفی ہو گیا۔ وہاں ریل کا حادثہ ہوا تو وزیر ریلوے لعل بہادر شاستری مستعفی ہوا مگر...... ہمارے کسی وزیر ریلوے کو یہ اخلاقی جرأت دکھانے کی کبھی توفیق نہ ہوئی حالانکہ یہاں ریلوے کے بڑے بڑے ہولناک حادثے ہوئے۔ ملک گیر تخریب کاری روکنے میں ناکامی پر کوئی وزیر داخلہ شرمندہ نہ ہوا۔ معیشت کی ڈوبتی ہوئی نیّا کو بچانے کیلئے اصل کام یعنی حکومتی سطح پر بچت کی پالیسی اپنانے کی بجائے، اسراف و تبذیر کی راہیں کشادہ کی جا رہی ہیں۔ وزیر بننے والے لوگ ہی، کچھ احساس کرتے اور وزیر بننے کیلئے ہاتھ پاؤں نہ مارتے۔ ممبرانِ اسمبلی میں ہی کوئی قومی درد ہوتا تو اپنی تنخواہیں لینے سے انکار کر دیتے اور معیشت کی ڈوبتی ہوئی کشتی پر سے کچھ ہی بوجھ کم کر دیتے۔ (وما علینا الا البلاغ)